علماء وخطباء اورائمہ مساجد کے نام

ایک خاص مکتوب، اہم وصیت اور زندگی کی آخری تحریر

مرجع العلماء، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اب اس دنیا میں نہیں رہے، مگر آپ کا تابناک کردار تا اَبد زندہ رہے گا، اور آنے والی نسلوں کو رہنمائی دیتا رہے گا۔ آپ محض لفظوں کے نہیں بلکہ عمل کے آدمی تھے۔ پوری زندگی علم وعمل اور عزم وعزیمت کے ساتھ گذاری۔ دین پر تصلب، سنت پر مداومت، تمسک بالحدیث، اہل حق کی اتباع، اور اَکابر وقت کی صحبتوں نے آپ کو درِمکنون بنا دیا تھا۔ دور حاضر کے اکثر بڑے علماء، شیوخ حدیث اور مشائخ وقت آپ کے براہ راست یا بالوسطہ شاگرد تھے۔ اللہ پاک نے آپ کی ذات کو مرجعیت کا مرکز بنا دیا تھا۔ آپ حق گو تھے اور بلاخوف لومۃ لائم کلمۂ حق ادا فرماتے تھے۔ آپ کی حق گوئی محض اَغیار کے لیے نہ تھی بلکہ اگر اپنوں میں کوئی قابل اصلاح بات دیکھتے، کہیں کسی ہم مسلک فرد کو اکابر کی راہ سے برگشتہ پاتے تو نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے۔ اخیر عمر میں امت کے حوالے سے آپ کی فکرمندی بہت بڑھ گئی تھی۔ اَفراد واشخاص اور جماعتوں کو خطوط، زبانی پیغام یا فون کے ذریعے ضرور متوجہ فرماتے۔ آپ کی اہل حق کے مختلف طبقات پر گہری نگاہ تھی، ان میں درآنے والی کمزوریوں اور خامیوں کا بھی ادراک رکھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ حضرات مشائخ کرام کے تتبع میں عمومی خطوط کے ذریعے ایک تسلسل کے ساتھ بعض اہم دینی امور کی طرف متوجہ کیا جائے۔ زیرنظر خط اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ آپ نے اپنی وفات حسرت آیات سے چند دن قبل یہ تحریر جمادی الاولیٰ کے شمارے کے لیے فائنل فرمادی تھی۔ آپ اس کے مندرجات کو ملاحظہ فرمائیے، اب یہ محض ایک دل دردمند کی آواز نہیں بلکہ اہل حق سے وابستہ ہر فرد کے لیے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت بھی ہے اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی۔ قارئین کرام سے درخواست ہے اسے صرف حضرت والا کی ایک عام تحریر سمجھ کر نہ پڑھیں بلکہ توشۂ خاص خیال فرمائیں، اور اس پیغام کی اصل روح کو اپنے رگ وپے میں جذب کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾.

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾.

گرامی قدر............

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ایک عرصے سے دل میں خیال پختہ ہورہا تھا کہ آں جناب کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جائے، اس عریضے کے ذریعے آپ کی خدمت میں اپنے دلی جذبات کا اور عمومی طور پر ہمارے دینی احوال پر اپنی فکرمندی کا اظہار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم نبوت کا وارث وامین بنایا ہے اور منبر ومحراب کے ذریعے دین حق کے بیان اور تبلیغ واشاعت کے لیے منتخب فرمایا ہے، یہ ایک بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور ذمے داری بھی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس منبر ومحراب اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے طاقت ور ذریعہ ہے اور اس ذریعے سے امت مسلمہ کے لیے دینی خدمات کا فریضہ کافی حد تک انجام دیا جارہا ہے............لیکن اگر معاشرے میں پھیلے فساد وبگاڑ کے ساتھ اپنی سعی وکاوش کا موازنہ کیا جائے تو غالباً ہمیں خود پر شرمندگی ہوگی۔

آج کے دور میں معاشرتی بگاڑ جس قدر بڑھ گیا ہے، اس کا احاطہ کرنا شاید ممکن نہ ہو، پہلے یہ بگاڑ اپنے اثرات کے اعتبار سے محدود ہوتا تھا، بعض مخصوص اذہان وافراد یا مخصوص طبقات ہی اس کا شکار ہوتے تھے، مگر اب ایسا نہیں ہے، اس بگاڑ نے ہمارے ان طبقوں کو، افراد واشخاص کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جو امت کے مقتدا اور پیش رَو ہیں۔اخلاقیات کے باب میں وہ تمام برائیاں جن کا تصور کیا جاسکتا ہے ہمارے معاشرے میں پائی جارہی ہیں۔منکرات ومحرمات کا شیوع بڑھ گیا ہے۔مسلمانوں کو بے دینی، اخلاقی بے راہ روی اور بدعقیدگی میں مبتلا کرنے کے لیے باطل ہر رنگ وروپ میں اپنی تمام سائنسی ایجادات اور آلات ووسائل کے ساتھ مصروف ہے۔باطل کے پاس ٹیکنالوجی بھی ہے اور حکومت وقانون کی لاٹھی بھی۔وہ اپنے نصاب تعلیم وتربیت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے

دماغوں کو بدل رہا ہے، اور ہمارے معاشرتی نظام میں پوری قوت کے ساتھ شگاف ڈال رہا ہے۔ اگر آپ اس سلسلے میں کچھ جاننا چاہیں تو تو صرف ایک دن کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیجیے، آپ کو اپنی قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن اور باطل کی کامیاب محنتوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ماہنامہ "وفاق المدارس" ربیع الاول ۱۴۳۸ھ کے شمارے میں ہم نے متحدہ امریکا کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے تعاون سے شائع ہونے والی رپورٹ "پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس" کا جائزہ پیش کیا تھا۔ یہ رپورٹ ہم سب کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ باطل نے نہایت مسرت کے ساتھ بتایا ہے کہ اس کا پیغام پورے اثرات کے ساتھ ہر ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ باطل اپنی محنت سے اس قدر پرامید ہے کہ اب وہ دیدہ دلیری اور دریدہ ذہنی کے ساتھ ہمیں کہہ رہا ہے کہ خاکم بدہن، العیاذ باللہ ہم اسلام کو سچا دین سمجھنا چھوڑ دیں۔

اس کے بعد ذرا ہم اپنی ذمے داریوں اور اپنی مساعی کا جائزہ لیں تو معاف فرمایئے گا بہت حوصلہ شکن صورت حال سامنے آئے گی۔ مجھے کہنے دیجیے کہ ہم میں سے اکثریت، جس کا علوم نبوت پر دسترس کا دعویٰ ہے وہ محض جمعہ کے بے روح بیان پر قانع ہیں یا پانچ وقت کی نماز پڑھا کر خود کو اپنے فرائض سے سبکدوش خیال فرماتے ہیں، حالانکہ وارث علم نبوت ہونے کے ناطے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت میں خیر و بھلائی کا حکم کریں اور منکرات کی نکیر کریں۔ دیکھیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس جزم کے ساتھ اور کس وعید کے ساتھ خیر و بھلائی کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں:

والذی نفس محمد بیده لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر ولتأخذن علىٰ يد السفيه ولتاطرن على الحق اطراً ،اوليضربن الله قلوب بعضكم علىٰ بعض ،ثم يلعنكم كما لعنهم (رواہ ابوداود، کتاب الملاحم)

ایک دوسری حدیث شریف میں یوں ارشاد ہے:

عن انس رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتزال لااله الاالله تنفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة مالم يستخفوا بحقها،قالوايارسول الله !وماالاستخفاف بحقها؟قال :يظهرالعمل بمعاصى الله ،فلا يُنكر ولا يغير (الترغیب للمنذری)

موجودہ دور میں پھیلے بے پناہ شر و فساد اور بگاڑ کے سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لیے کسی اور کو

نہیں آپ علماء کو ہی آگے بڑھنا ہے، مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کے لیے جس تڑپ، دل سوزی، لگن اور محنت کی ضرورت ہے، وہ مفقود ہے۔آج کا ماحول ہر ہر عالم سے حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہم اللہ جیسے کردار کا تقاضا کرتا ہے۔

آپ ماشاء اللہ عالم دین ہیں، آٹھ دس سال لگا کر آپ نے جس مدرسہ یا دارالعلوم میں دینی تعلیم کی تکمیل کی، اس کے بعد تو آپ پر خود بخود بلغوا عنی ولو آیة کے مصداق معاشرے کی صلاح واصلاح کی ذمے داری عائد ہو جاتی ہے۔آپ پر لازم ہو جاتا ہے کہ جس دین کو آپ نے آٹھ دس سال لگا کر پڑھا اور سیکھا وہ نہ صرف آپ کے کردار وعمل اور افکار وخیالات سے جھلکے بلکہ اہلیت واستعداد کے مطابق اپنے گھر، محلے اور مسجد و مدرسہ کے ماحول میں اس کے بیان وتبیان کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت بڑا فضل فرمایا ہے۔آپ مدرسہ کے مہتمم ہیں یا استاد! آپ کسی مسجد کے اِمام ہیں یا خطیب!......آپ پر لازم ہے کہ تواصی بالحق کا فریضہ بہرصورت انجام دیتے رہیں، منبر ومحراب آپ کے پاس بہت طاقت ور ذریعہ ہے۔الحمدللہ ہم دین کی تعلیم وتبلیغ اور نشر واشاعت کے لیے سائنسی آلات یا ٹیکنالوجی کے محتاج نہیں۔دینی تعلیمات میں معمولی غور وفکر سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح اسلام کا مقصد معلوم ومتعین ہے اسی طرح حصولِ مقصد کے لیے وسائل واسباب بھی معلوم ومتعین ہیں۔اسلام ٹیکنالوجی کے سہاروں کی بجائے براہ راست مخاطب کی باطنی وقلبی اور اخلاقی وروحانی تبدیلیوں کا داعی ہے۔یوں بھی بسا اوقات ٹیکنالوجی کے ذریعے دین کی تبلیغ واشاعت کے اثرات نہ صرف محدود ہوتے ہیں بلکہ منفی نتائج بھی دیتے ہیں۔

ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ حسنہ اور دعوت کے باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے متوارث چلے آ رہے ہیں، یقین فرمایئے ان طریقوں کو ان کی روح کے مطابق عمل میں لایا جائے تو دیرپا اثرات کے حامل نظر آئیں گے......اور وہ حسب ذیل ہیں:

☆......منبر ومحراب کے ذریعے خطبہ وخطابات۔

☆......انفرادی اور شخصی ملاقاتوں کے ذریعے دینی دعوت، دینی تعلیم اور تزکیہ نفس کی کوششیں۔

☆......مکاتیب (خطوط) کے ذریعے تبلیغ دین کا اہتمام۔

☆......صُفّہ (یعنی مدرسہ) کے ذریعے اجتماعی تعلیم دین۔

الحمدللہ یہ تمام مسنون طریقے ہماری دسترس میں ہیں، مگر فرق یہ پڑ گیا ہے کہ بوجوہ ہم ان طریقوں کو اپنانے سے

اپنے فتنہ وفساد کی آگ دہکا رکھی ہے۔ اس آگ کو فرو کرنے میں آپ سے جو بن پڑتا ہے کر گذریں، یہ موجودہ و آئندہ نسلوں پر آپ کا احسان ہوگا۔ آپ مسجد کے امام ہیں یا خطیب، تو خود کو صرف نماز پڑھانے اور جمعہ کا بیان کرنے تک محدود نہ رکھیں، ممکن ہو سکے تو مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کرنے کی سعی فرمائیں:

درس قرآن مجید:

☆......روزانہ، ورنہ ہفتے میں ایک دن ضرور مقرر کر کے اہل محلہ کے لیے عمومی درس قرآن مجید کا اہتمام فرمائیں، اس سلسلے میں خاص طور پر تیاری بھی کریں۔ کتب تفسیر وحدیث سے رجوع کریں۔ البتہ ایک بات کا خیال رکھیں کہ عمومی درس قرآن میں صرفی نحوی ترکیبوں اور خالص علمی اسلوب اختیار نہ کریں بلکہ علیٰ قدر عقولہم پیرایہء گفتگو اختیار کریں۔ رات کے اخیر پہر رب کریم سے اپنی اور اہل محلہ کی ہدایت کی مخلصانہ دُعائیں آپ کی محنت کو ثمر آور کر دیں گی۔

درس حدیث:

☆...... پانچ وقت نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد کم از کم پانچ منٹ کا درس حدیث ضرور دیں۔ اس سلسلے میں کتاب الاخلاق، کتاب البر والصلہ، کتاب الرقاق، کتاب المعاشرۃ والمعاملات، کتاب اشراط الساعۃ کو خاص طور پر مدنظر رکھیں، حضرۃ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''معارف الحدیث'' آپ کی بہترین رفیق ہو سکتی ہے۔

فقہی مسائل کا بیان:

☆......کسی ایک نماز کے بعد دعا سے قبل نمازیوں کو روزانہ صرف ایک مسئلہ بتانے کا اہتمام فرمائیں، ایسے روزمرہ پیش آمدہ مسائل، جن میں عوام مبتلا ہوتے ہیں مختصر اور عمومی انداز میں شرعی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیں، '' بشروا ولا تنفروا '' کی ہدایت کے ساتھ حکمت ودانائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے الفاظ اور جملوں کے انتخاب میں احتیاط برتی جائے۔ فرقوں یا افراد کے ناموں کے ساتھ تنقید کی بجائے صحیح مسائل کو سامنے رکھا جائے۔

اس بات کا ضرور خیال رکھیے کہ آپ کی مسجد میں پہلے سے جو تعلیمی، تبلیغی اور خانقاہی سلسلے جاری ہیں وہ بالکل متاثر نہ ہوں، دیگر دینی کاموں میں رفیق وحلیف تو بنیں فریق ہرگز نہ بنیں۔ اگر کوئی شخص یا جماعت آپ کے کام میں مزاحم ہو تو دل گرفتہ نہ ہوں، محبت اور شفقت سے سمجھائیں۔ دعوت دین کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ آپ کے

متاثر نہ ہوں، دیگر دینی کاموں میں رفیق وحلیف تو بنیں فریق ہرگز نہ بنیں۔ اگر کوئی شخص یا جماعت آپ کے کام میں مزاحم ہو تو دل گرفتہ نہ ہوں، محبت اور شفقت سے سمجھائیں۔ دعوت دین کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ آپ کے پیش نظر رہے گا؛ ہمدردی، دل سوزی، دین حق کے بیان کا جذبہ کارفرما رہے گا تو ان شاء اللہ کامیابی ملے گی۔

جمعہ کا بیان:

☆...... جمعہ کا بیان بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ آپ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہوں گے کہ جمعہ کے دن ہمارے ہاں لوگ عموماً بیان کے آخر میں مسجد پہنچتے ہیں؛ لیکن جہاں کہیں کوئی خطیب بھرپور تیاری کے ساتھ جمعہ کا بیان کرتا ہے وہاں لوگ ذوق وشوق سے ساتھ آغاز خطاب میں پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ رویہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ لوگ بھلائی کی بات سننا چاہتے ہیں، فرق صرف انداز بیان کا ہے۔ جتنا جاندار اسلوبِ بیان ہوگا، از دل خیزد بر دل ریزد کی کیفیت ہوگی اسی قدر لوگوں کی حاضری زیادہ ہوگی۔ جمعہ کے دن لوگوں کی حاضری کو اللہ پاک کی عنایت سمجھیے۔ اس موقع کو سرسری بیان میں ضائع مت کیجیے۔ جمعہ کے بیان کے لیے کوئی موضوع سوچ کر ہفتہ بھر اس کے لیے محنت کیجیے۔ محض فضائل کے بیان پر اکتفا نہ کیجیے بلکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حق ادا کیجیے۔ اسلامی اعتقادات، اسوہ رسول، اسلامی اخلاق ومعاشرت، صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ، صحابہ کے طرز معاشرت کا بیان، عصر حاضر میں پھیلے گمراہ کن جدید فتنوں سے آگاہی، خصوصاً جدیدیت کے طوفان سے امت کو بچانے کی فکر کریں۔ بدعات ورسوم کی بیخ کنی کے لیے بھی لسانی جدجہد کریں۔ افسوس کی بات ہے کہ آج کئی دیندار اور اکابر کے نام لیوا بھی بدعات کا ارتکاب کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سلسلے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہ کریں۔ احقاق حق کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔

ہماری یہ درخواست اپنے تمام محبین کے لیے ہے، اَلبتہ خصوصیت کے ساتھ ہمیں اپنے تلامذہ سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے کہنہ سال اُستاذ کی عرض کی گئی باتوں کو ضرور قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

آخری بات یہ کہ آپ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی چاہیں کہ وہ پروردگار آپ کو اس مبارک عمل کے لیے منتخب فرمالیں، تضرّع، زاری، تبتل اور دُعا اس راہ کا بہترین توشہ ہے...... اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو اور اپنی رضا کے مطابق کام لے لیں۔